مجاہد بن جبرؒ

غلام مرتضیٰ آزاد

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے تلمیذِ خاص، ممتاز مفسّر اور جلیل القدر تابعی مجاہد بن جبر ۲۱ھ میں پیدا ہوئے[1]۔ کتب تاریخ و تراجم میں آپ کے والد کا نام جَبر[2] اور جُبیر[3] دونوں طرح سے مرقوم ہے۔ کتاب الکنیٰ میں مجاہد بن خیر کے الفاظ ہیں[4]، جو غالباً سہوِ کتابت ہے۔ کشف الظنون میں ایک مقام پر مجاہد بن خبر[5] لکھا ہوا ہے، لیکن میرے نزدیک مجاہد بن جبر (بفتح الجیم وسکون الباء) ہی اقرب الی الصواب ہے۔ اسی طرح آپ کے مولیٰ کے نام میں بھی بے حد اختلاف ہے طبقات اور المعارف میں ہے کہ آپ قیس بن السائب المخزومی کے مولیٰ تھے[6] معجم الادباء میں ہے

---

[1] الخزرجی۔ خلاصہ تہذیب الکمال ص۳۶۹۔ العسقلانی، تہذیب التہذیب ۱۰: ۴۲

[2] ابن سعد، طبقات، مطبوعہ بیروت ۵: ۴۶۶۔ ابن قتیبۃ، المعارف ص۴۴۴، ذہبی، تذکرۃ الحفاظ ۱: ۸۰، ابونعیم، حلیۃ الاولیاء ۳: ۲۷۹، ابوعبداللہ بخاری، تاریخ الصغیر ص۱۱۶، ابوالحجاج مسلم، کتاب المنفردات والوحدان ص۲۵، ابن ابی حاتم الجرح والتعدیل ۴/۱: ۳۱۹، القیسرانی، کتاب الجمع بین رجال الصحیحین ص۵۰۱، النووی، تہذیب الاسماء واللغات ۱: ۸۳، یاقوت، معجم الادباء ۱۷: ۷۸ مطبوعہ مصر

[3] ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ ۹: ۲۲۴، حاکم، معرفۃ علوم الحدیث ص۲۰۴، ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل ۴/۱: ۳۱۹، القیسرانی، کتاب الجمع ص۵۰۱، النووی، تہذیب الاسماء واللغات ۱: ۸۳، یاقوت، معجم الادباء ۱۷: ۷۸

[4] الدولابی، کتاب الکنیٰ والاسماء ۱: ۱۴۴ [5] حاجی خلیفہ، کشف الظنون ۱: [illegible] [6] طبقات ۵: ۴۶۶

"وہو (مجاہد) مولی بنی نوفل بن عبد مناف" قیسرانی نے آپ کو عبداللہ بن السائب الفاری کا مولی بتایا ہے[۸] اسی طرح کتاب الجرح والتعدیل میں بھی تین مختلف نام دیئے گئے ہیں عبداللہ بن السائب الفاری، جیسا کہ قیسرانی نے بتایا ہے، السائب بن السائب المخزومی اور قیس بن الحارث[۹] بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ہی شخص کے مختلف نام ہیں۔

غلام ہونے کے باوجود آپ کو حصول علم کا بے حد شوق تھا۔ آپ ان لوگوں میں سے تھے جو ستائش کی تمنا اور صلے کی پروا کئے بغیر خالصتاً لوجہ اللہ اپنی زندگیاں تعلیم و تعلّم کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔

سلمۃ بن کھیل کا بیان ہے :-

"ما رأیت احدا اراد بھذا العلم وجہ اللہ تعالیٰ الا عطاء وطاؤسا ومجاھدا۔"[۱۰]

میں نے عطاء طاؤس اور مجاہد کے سوا اور کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جس کا مقصد علم سے، رضائے الٰہی (کا حصول) ہو۔

لیث کا بیان ہے :-

"کان عطاء وطاؤس ومجاھد لا یتختمون۔"[۱۱]

مجاہد، عطاء اور طاؤس (علم سے) سیر نہیں ہوتے تھے۔

حصولِ علم کے شوق میں آپ نے مختلف صحابہ وتابعین کے سامنے زانوئے تلمّذ تہہ کیا، جن کا ذکر آگے آئے گا۔

آپ کی ظاہری ہیئت سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ حصول علم کے لئے ہر وقت مستعدّ اور متفکّر رہتے تھے۔ اعمش نے آپ کے اس علمی شوق و اہتمام کا درج ذیل الفاظ میں نقشہ کھینچا ہے :-

---

[۷] معجم الادباء ۱۷ : ۷۸ [۸] کتاب الجمع ص ۵۰۱

[۹] ابن ابی حاتم۔ کتاب الجرح والتعدیل ۴/۱ : ۳۱۹

[۱۰] ابن العماد۔ العکری۔ شذرات الذہب۔ ۱ : ۱۲۵ [۱۱] ابن سعد، طبقات ۵ : ۴۶۶

"كنت اذا رأت مجاهدا ظننت انه خربندج اضلّ حماره فهو مهتم" [۱۲]

(مجاہد کو دیکھ کر مجھے یہ گمان ہوتا کہ وہ ایک سائیس ہے جس کا گدھا گم ہو گیا ہو، اور وہ اس کی تلاش میں متفکر اور سرگرداں ہو)

حصولِ علم کے علاوہ آپ کو سیر و سیاحت اور عجائبات دیکھنے کا بھی بے حد شوق تھا۔ حلیہ اور تذکرۃ الحفاظ میں ہے کہ آپ جان جوکھوں میں ڈال کر چاہِ بابل میں داخل ہوئے اور ہاروت و ماروت کو دیکھا [۱۳] لیکن اندازِ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ چاہِ بابل میں داخل ہونے اور ہاروت و ماروت کو دیکھنے کا واقعہ درست نہیں۔

علوِّ علم اور انکساری کا اجتماع بے حد قلیل ہے لیکن مجاہد اس علم و فضل کے باوجود انتہائی منکسر المزاج تھے۔ ایک مرتبہ ان سے اس تواضع و انکساری کی وجہ دریافت کی گئی تو جواب دیا:۔

"اخذ عبد الله يعنى ابن عباس بيدى ثم قال اخذ رسول الله بيدى وقال: ياعبد الله كن فى الدنيا كانك غريب اوعابر سبيل" [۱۴]	عبداللہ یعنی ابن عباس نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تھا: اے عبداللہ دنیا میں ایک اجنبی یا مسافر کی طرح رہو۔

مجاہد کے حالات میں یاقوت نے ابن عفیر کے واسطہ سے معجم میں بیان کیا ہے کہ

"عمرو بن العاص فتح مصر کے بعد دو مرتبہ حضرت عمرؓ کے پاس آئے۔ پہلی مرتبہ مصری لشکر پر زکریا بن الجہم کو اپنا نائب مقرر کیا تھا اور دوسری مرتبہ خراج پر مجاہد بن جبر کو۔ مجاہد بن جبر بنی نوفل بن عبد مناف کے مولیٰ ہیں اور معاذ بن موسیٰ النفّاط ابی اسحٰق بن معاذ الشاعر کے دادا۔ حضرت عمرؓ نے عمرو بن العاصؓ سے دریافت کیا: "آپ نے کس کو

---

[۱۲] ابن سعد۔ طبقات، ۵: ۴۶۶ ۔ ذہبی۔ تذکرۃ الحفاظ ۱: ۸۰۔ ذہبی، میزان الاعتدال ۳: ۴۳۹

[۱۳] ابونعیم، حلیۃ الاولیاء ۳: ۲۷۹ ۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ ۱: ۸۰

[۱۴] ابن العماد۔ شذرات الذہب ۱: ۱۲۵

اپنا نائب مقرر کیا ہے"؟

عمرو بن العاص رضؓ نے جواب دیا۔ "مجاہد بن جبر کو"۔

حضرت عمر رضؓ نے کہا۔ "وہ جو بنت غزوان کا مولی ہے"۔

عمرو رضؓ نے جواب دیا۔ "جی ہاں وہ کاتب ہے"۔

حضرت عمر رضؓ نے فرمایا۔ "ہاں! علم صاحب علم کا مرتبہ بلند کر دیتا ہے"۔[15]

یہ بیان اہل تحقیق کے نزدیک کسی طرح قرین قیاس نہیں سمجھا جا سکتا۔ گزشتہ صفحات میں خلاصہ اور تہذیب کے حوالوں سے لکھا جا چکا ہے کہ مجاہد ۲۱ھ میں پیدا ہوئے، اور حضرت عمر رضؓ کی شہادت کا واقعہ ۲۳ھ میں ہوا۔ گویا حضرت عمرؓ کی شہادت کے وقت مجاہد کی عمر کل دو برس تھی، دو برس کی عمر میں کاتب بننا اور امیر خراج مقرر ہونا بالکل بے معنی ہے۔ اگر خزرجی اور عسقلانی کے بیان کو نظر انداز کر دیا جائے تب بھی اس واقعہ کو درست قرار نہیں دیا جا سکتا اس لئے کہ باتفاق تذکرہ نگاراں مجاہد کی کل عمر ۸۳ برس تھی آپ کی انتہائی تاریخ وفات جو بتائی گئی ہے وہ ۱۰۷ھ ہے[16] اس لحاظ سے بھی حضرت عمر رضؓ کی شہادت کے وقت مجاہد کی عمر کُل پانچ برس بنتی ہے۔

وفات آپ بحالت سجدہ مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے[17] تاریخ وفات ۸۳ھ، ۱۰۲ھ، ۱۰۳ھ، ۱۰۴ھ اور ۱۰۷ھ بتائی گئی ہے۔ تفصیل حاشیہ میں ملاحظہ ہو[18]

---

[15] معجم الادباء ۱۷ : ۸۷ [16] ابن اثیر، تاریخ الکامل ۵ : ۳۱

[17] ابن سعد، طبقات ۵ : ۴۶۶

[18] ۸۳ھ بقول ابن جریج۔ (طبقات، ابن سعد ۵ : ۴۶۶)۔ ۱۰۲ھ بقول فضل بن دکین۔ (ایضاً)، بقول ابونعیم (تاریخ صغیر) ص۱۱۶۔ بقول حاکم (معرفۃ علوم الحدیث ص۲۰۴) اور بقول ابن اثیر (الکامل ۵ : ۳۱)۔ ۱۰۳ھ بقول سیف بن سلیمان (طبقات ایضاً)، بقول عثمان بن اسود (تاریخ صغیر ایضاً) اور بقول ابن اثیر (الکامل ایضاً) ۱۰۴ھ بقول یحیی بن سعید القطان (طبقات ایضاً) اور بقول ابن اثیر "ویقال توفی مجاہد ۱۰۷ھ۔ (الکامل ایضاً)

علمی مرتبہ آپ فقیہہ، عالم، پختہ کار اور کثیر الحدیث تھے[19] آپ نے ابن عباسؓ کے علاوہ حضرت علیؓ اور ابی بن کعبؓ سے بھی قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی[20]

آپ نے درجِ ذیل صحابہ و تابعین سے حدیثیں روایت کی ہیں:۔

علیؓ۔ سعد بن ابی وقاصؓ، عبادلہ اربعہؓ (عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ، عبداللہ بن زبیر) رافع بن خدیج، اسید بن ظہیر، ابوسعید الخدری، عائشہ، ام سلمۃ، جویریۃ بنت الحارث، ابوہریرۃ، ام ہانی، جابر بن عبداللہ، عطیۃ القرظی، سراقۃ بن مالک بن جعشم، عبدالرحمٰن بن ابی لیلی، قائد السائب، عبداللہ بن السائب المخزومی، ابومعمر عبداللہ بن سخبرۃ، عبدالرحمٰن بن صفوان بن قدامۃ، ابوعیاض عمرو بن الاسود، مورق العجل، ابوعیاش الزرقی، ابوعبیداللہ بن عبداللہ بن مسعود، امّ کرز ——— اور متعدّد دیگر تابعین۔

آپ سے متعدّد لوگوں نے قرآن مجید پڑھا اور روایات لیں جن میں سے زمعۃ بن صالح، ابوعمرو بن العلاء، اعمش، ایوب السختیانی، عطاء، عکرمۃ اور عمرو بن دینار کے اسماء قابل ذکر ہیں[21]

نووی، ذہبی، ابن حجر اور ابن کثیر نے آپ کو فقہ، تفسیر اور حدیث کا امام کہا ہے[22]۔
آپ کی قوتِ حفظ قابل رشک تھی۔ البدایۃ میں ہے۔

"قال مجاهد: اخذ ابن عمر بركابي وقال وددت ان ابني سالما وغلامي نافعاً يحفظان حفظك"۔[23]

مجاہد کا بیان ہے کہ ابن عمرؓ نے میری رکاب تھامی اور کہا، میں چاہتا ہوں کہ میرا بیٹا سالم اور میرا غلام نافع آپ جیسے قوتِ حافظہ کے مالک ہوتے۔

---

[19] ابن سعد، طبقات، ۵: ۴۶۶ — [20] یاقوت، معجم الادباء ۱۷: ۷۸

[21] ابن حجر، تہذیب التہذیب ۱۰: ۴۲، ابوالخیر الجزری، غایۃ النہایۃ فی طبقات القرّاء ۲: ۴۱۔

[22] نووی، تہذیب الاسماء واللغات ۱: ۸۳، ذہبی، تذکرۃ الحفاظ ۱: ۸۰، ابن حجر، تقریب التہذیب ص ۴۸۲، ابن کثیر، البدایۃ والنہایہ ۹: ۲۴۴

[23] ابن کثیر ایضاً۔

مجاہد بحیثیت مفسّر | جیساکہ گزشتہ صفحات میں ذکر کیا جاچکا ہے مجاہد کو طلب علم کا بے حد شوق تھا، بالخصوص علم تفسیر کا۔ آپ عبداللہ بن عباس کے تلامذۂ خاص میں سے تھے (البدایۃ) اور اکثر روایات کے مطابق مجاہد نے تیس مرتبہ عبداللہ بن عباس کے سامنے قرآن مجید ختم کیا۔ فضل بن میمون کا بیان ہے:۔

"قال: سمعت مجاهد ايقول: عرضت القرآن على ابن عباس ثلثين عرضة۔"[۲۴] میں نے مجاہد کو کہتے سنا کہ میں نے ابن عباس کے سامنے تیس مرتبہ قرآن مجید پیش کیا۔

غایۃ النہایۃ میں ہے:

"قال مجاهد: ختمت القرآن على ابن عباس تسع عشرة ختمة۔"[۲۵] مجاہد کا بیان ہے میں نے ابنِ عباس کے تلمّذ میں انیس مرتبہ قرآن مجید ختم کیا۔

البدایۃ میں ہے:

"قيل انه عرض القرآن على ابن عباس ثلثين مرة وقيل مرتين۔"[۲۶] کہا جاتا ہے کہ مجاہد نے تیس مرتبہ ابن عباس سے قرآن مجید پڑھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دو مرتبہ پڑھا۔

تذکرۃ الحفاظ اور طبری میں ہے:

قال مجاهد عرضت القرآن على ابن عباس ثلث عرضات اقفه عند كل آية اسأله فيم نزلت وكيف كانت۔[۲۷] مجاہد کہتے ہیں میں نے تین مرتبہ ابن عباس سے قرآن پڑھا۔ میں ان سے ایک ایک آیت کی شان نزول اور تفسیر دریافت کرتا تھا۔

یہ بیانات بظاہر متعارض ہیں، تاہم اتنا واضح ہے کہ مجاہد نے کم از کم تین مرتبہ ابنِ عباس سے قرآن مجید کی تفسیر پڑھی۔ اس خصوصی تلمّذ، خصوصی اہتمام اور دیگر چند وجوہ

---

[۲۴] ابن سعد، طبقات، ۵: ۴۶۶ [۲۵] غایۃ النہایۃ فی طبقات القرّاء ۲: ۴۱

[۲۶] ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ ۹: ۲۲۴

[۲۷] تذکرۃ الحفاظ ۱: ۸۰، مقدمہ تفسیر طبری ص ۹۱

کی بنا پر علمائے متأخرین نے مجاہد کو بہت بڑا مفسر تسلیم کیا ہے۔[٢٨]

قتادہ کہتے ہیں: "اعلم من بقی بالتفسیر مجاھد"[٢٩] موجودہ لوگوں میں تفسیر کے سب سے بڑے عالم مجاہد ہیں۔

خصیف کا بیان ہے:-

"اعلمھم بالتفسیر مجاھد وبالحج عطاء"[٣٠]	تفسیر کا سب سے بڑا عالم مجاہد اور (احکام) حج کا سب سے بڑا عالم عطاء ہے۔

سفیان ثوری کی رائے ہے:

"اذا جاءك التفسیر عن مجاھد فحسبك بہ"[٣١]	جب تمہارے پاس مجاہد کی تفسیر آجائے تو یہ تمہارے لئے کافی ہے۔

ان آراء کے برعکس اب ان کے شاگرد اعمش کی رائے بھی ملاحظہ ہو:

اخبرنا ابوبکر بن عیاش قال قلت للاعمش: مالھم یتقون تفسیر مجاھد؟ قال کانوا یرون انہ لیسأل اھل الکتاب۔[٣٢]	ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں، میں نے اعمش سے کہا لوگ مجاہد کی تفسیر سے پرہیز کیوں کرتے ہیں تو اس نے جواب دیا کہ ان کے خیال کے مطابق مجاہد اہل کتاب سے پوچھا کرتے تھے۔

ذہبی نے اس روایت پر یہ اضافہ کیا ہے:

ومن انکر ماجاء عن مجاھد	مجاہد سے مروی تفسیری روایات میں سب سے

---

[٢٨] ھو امام فی الفقہ والتفسیر والحدیث (نووی، تہذیب الاسماء واللغات ١: ٨٣) ثقۃ امام فی التفسیر (ابن حجر، تقریب التہذیب ص٤٨٢) صاحب التفسیر والاقاویل (ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء ٣: ٢٧٩)، احد آئمۃ التابعین والمفسرین (ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ ٩: ٢٢٤) - کان اعلم زمانہ بالتفسیر (ایضاً)

[٢٩] تذکرۃ الحفاظ، ١: ٨٠

[٣٠] کتاب الجرح والتعدیل ٤/١: ٣١٩

[٣١] مقدمہ تفسیر طبری ص٩١

[٣٢] ابن سعد، طبقات ٥: ٤٦٦

فی التفسیر فی قولہ "عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا" قال یجلسہ معہ علی العرش [۳۳]

زیادہ ناقابل قبول وہ روایت ہے کہ مجاہد نے "عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا" کی تشریح میں کہا کہ اللہ تعالیٰ ان کو (محمدؐ کو) اپنے ساتھ عرش پر بٹھلائیں گے۔

تفسیر مجاہد مجاہد کی تفسیر جو بقول حاجی خلیفہ ابن ابی نجیح، ابن جریج اور لیث سے مروی ہے [۳۴] ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ امید ہے کہ یہ تفسیر ادارۂ تحقیقاتِ اسلامیہ کے زیرِ اہتمام تھوڑے ہی عرصہ کے بعد زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر منظرِ عام پر آ جائے گی۔ جب تک یہ تفسیر چھپ کر سامنے نہیں آتی اس وقت تک اس تفسیر پر مکمل تبصرہ ناممکن ہے، تاہم تفسیر مجاہد کے خطی نسخہ (مخطوطہ) کے بعض حصوں اور تفسیر طبری و صحیح بخاری میں مجاہد کی تفسیری آراء کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ یہ نہ تو تفسیر باللغۃ ہے اور نہ ہی تفسیر بالرائے، بلکہ مکمل طور پر تفسیر بالماثور ہے۔ مجاہد نے ابن عباس اور دیگر صحابہ کرام سے قرآن مجید کی جو تفسیر حاصل کی تھی اسے بلا کم و کاست اپنے تلامذہ تک پہنچانا ہی ان کا سب سے بڑا مقصد تھا۔ اس سلسلہ میں یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ قرآن مجید کی تفسیر کے وقت مفسرؒ کے پیشِ نظر علاوہ دیگر امور کے، تقاضائے وقت بھی ہوتا ہے۔ مجاہد کا ماحول صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کا ماحول تھا۔ ظاہر ہے اس ماحول میں نہ تو لغوی و نحوی ابحاث کی ضرورت تھی اور نہ ہی منطقی استدلال کی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ متعدد مقامات پر مفرد الفاظ کے لغوی معانی بیان کرنے کی بجائے مرادی (حاصل) معانی کو بیان کیا گیا ہے اور وہ بھی ابن عباس یا کسی دوسرے صحابی کے حوالہ سے۔ مثلاً آیۃ کریمہ:

فلآ اقسم بمواقع النجوم وانہ لقسم لو تعلمون عظیم (سورۃ الواقعہ: ۷۵، ۷۶)

ترجمہ: تاروں کی منزلوں کی قسم اور اگر تم سمجھو تو یہ بڑی قسم ہے۔

اس آیت میں "مواقع النجوم" کا لغوی معنی بیان کرنے کی بجائے مجاہد بتلاتے ہیں

---

[۳۳] میزان الاعتدال ۳: ۴۳۹ [۳۴] حاجی خلیفہ، کشف الظنون ۱: ۴۳۰

کہ اس سے مراد "محکم القرآن" ہے۔ (تفسیر طبری ۲۷ : ۱۱۴)

اس طرح آیت کریمہ :

ولبشر الذین آمنوا ان لہم قدم صدق عند ربہم ط الخ (سورہ یونس : ۲)	ترجمہ : اور ایمان والوں کو خوشخبری دے دو کہ ان کے پاس ان کے لئے سچ کا مقام ہے۔

اس آیت میں مجاہد نے "قدم صدق" کی تشریح "خیر" کے لفظ سے کی ہے۔ (بخاری ابواب التفسیر، تفسیر سورۃ یونس)

تفسیر مجاہد کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس کا مطالعہ کرنے سے ان آیات کی تشریح، جو اب مشکلات القرآن میں شمار ہوتی ہیں اور جن کی تفسیر معرکۃ الآراء حیثیت اختیار کر گئی ہے، صحابہ و تابعین کی آراء کی روشنی میں ہمارے سامنے آجائے گی جس سے اشکال کافی حد تک رفع ہو سکے گا۔ اس قسم کی چند آیات اور ان کے ماتحت مجاہد کی تفسیری آراء بطور مثال ملاحظہ ہوں۔ آیت کریمہ :-

وَلبشّر الذین آمنوا وعملوا الصلحت انّ لهم جنت تجری من تحتها الانهر ط کلما رزقوا منها من ثمرة رزقا قالوا هذا الذی رزقنا من قبل واُتوا به متشابها ط الخ (البقرہ : ۲۵)	ترجمہ : اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کو خوشخبری سنا دو کہ ان کے لئے (نعمت کے) باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جب انہیں ان میں سے کسی قسم کا میوہ کھانے کو دیا جائے گا تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہم کو پہلے دیا گیا تھا اور ان کو ایک دوسرے کے ہم شکل میوے دیئے جائیں گے۔

"واتوا به متشابها" کی تشریح میں مفسرین کے درمیان کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ مجاہد سے اس کی تشریح یوں مروی ہے کہ "وہ پھل رنگت میں تو ایک دوسرے کے مشابہ ہوں گے۔ مگر ان کا ذائقہ ایک دوسرے سے مختلف ہوگا جیسے کھیرا اور ککڑی۔ (تفسیر طبری ۱ : ۳۹)

آیت کریمہ :-

واذا اخذنا میثاقکم ورفعنا فوقکم الطور الخ (البقرہ : ۹۳)	ترجمہ : اور جب ہم نے تم (لوگوں) سے عہد لیا اور کوہ طور کو تمہارے سروں پر بلند کیا۔

"رفع طور" کی تشریح میں بھی مفسرین کے درمیان شدید اختلاف موجود ہے۔ مجاہد کہتے ہیں :-

"رفع الجبل فوقهم كالسحابة فقيل لهم لتؤمنن او ليقعن عليكم"

پہاڑ ان کے اوپر اس طرح اٹھا دیا گیا جس طرح (سروں پر) بادل چھا جاتا ہے اور ان سے کہا گیا کہ ایمان لے آؤ ورنہ پہاڑ تمہارے اوپر گر پڑے گا۔ (تفسیر طبری ۲ : ۱۵۸)

قتادۃ اور ابو العالیۃ سے بھی "رفعنا" کی یہی تشریح مروی ہے (ایضاً)

آیت کریمہ :	ترجمہ :
ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لهم کونوا قردۃ خاسئین۔ (البقرۃ : ۶۵)	اور تم ان لوگوں کو خوب جانتے ہو جو تم میں سے ہفتے کے دن (مچھلی کا شکار کرنے) میں حد سے تجاوز کر گئے تھے تو ہم نے ان سے کہا کہ ذلیل وخوار بندر ہو جاؤ۔

قال مجاهد : مسخت قلوبهم ولم يمسخوا قردة۔ (تفسیر طبری ۲ : ۱۷۲، ۱۷۳)

مجاہد کہتے ہیں: "ان کے دل مسخ کر دیئے گئے اور وہ بندر نہیں بنائے گئے۔"

اس کے برعکس عکرمۃ اور قتادۃ سے مروی ہے کہ وہ لوگ شکل و صورت میں بندر بنا دیئے گئے۔ (تفسیر طبری ایضاً)

آیت کریمہ :	ترجمہ :
وعلی الذین یطیقونه فدیة طعام مسکین ومن تطوع خیرا فهو خیر له ط (البقرۃ : ۱۸۴)	اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھیں (لیکن رکھیں نہیں) وہ روزے کے بدلے محتاج کو کھانا کھلا دیں اور جو کوئی شوق سے نیکی کرے تو اس کے حق میں زیادہ اچھا ہے۔

اس آیت سے متعلق نسخ کی بحث معرکۃ الآراء حیثیت کی حامل ہے اور اس کا

مدار لفظ "یطیقونہ" پر ہے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ ابن عباسؓ، یطیقونہ کو یطوّقونہ (از باب تفعیل) پڑھتے تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ جو روزے کو بمشکل برداشت کریں یعنی وہ شیخ فانی جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو، وہ ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔ "ومن تطوّع خیرا۔" سے مراد ہے کہ جو شخص ایک مسکین سے (ایک روزے کے بدلے) زیادہ (مساکین) کو کھانا کھلائے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے۔

(بخاری۔ ابواب التفسیر۔ باب قولہ فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ)[۳۵]

اس تشریح وتفسیر سے معلوم ہوا کہ مجاہد اس آیت کے نسخ کے قائل نہیں تھے۔

آیات مبارکہ:	ترجمہ:
انہ لقرآن کریم فی کتب مکنون لا یمسہ الا المطہرون۔	یہ بڑے رتبے کا قرآن ہے (جو) کتاب محفوظ میں (لکھا ہوا) ہے۔ اس کو وہی ہاتھ لگاتے ہیں جو پاک ہیں۔
الواقعۃ: ۷۷: ۷۸: ۷۹	

"لا یمسّہ الا المطہرون" سے اس فقہی مسئلہ کا استنباط کیا گیا ہے کہ غیر متوضی کے لئے قرآن مجید کا چھونا جائز ہے یا مکروہ؟

لیکن مجاہد کہتے ہیں کہ "المطہرون" سے مراد ملائکہ ہیں۔ (تفسیر طبری جلد ۲۷ آیت ہذا)

ابن عباس، سعید بن جبیر، قتادۃ، جابر بن زید، ابو نھیک اور سفیان نے بھی "المطہرون" کی یہی تفسیر بیان کی ہے جبکہ عکرمۃ کی رائے میں "المطہرون" سے مراد "حملۃ التوراۃ والانجیل" ہیں۔ (تفسیر طبری ایضاً)

آیت کریمہ:	ترجمہ:
ومن اللیل فتہجد بہ نافلۃ لک عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما	اور بعض حصّہ شب میں بیدار ہوا کرو (یہ شب خیزی) تمہارے لئے (سبب) زیادت

---

[۳۵] مجاہد کی یہ روایت بخاری کے نسخہ مطبوعہ کانپور اور مطبوعہ نور محمد میں تو موجود ہے لیکن بولاق اور لیڈن کے نسخوں میں یہ روایت نہیں ہے۔

محمودا۔ (بنی اسرائیل : ۷۹) ہے۔ قریب ہے کہ خدا تم کو مقام محمود میں داخل کرے۔

قال مجاهد المقام المحمود شفاعة محمد ۔ مجاہد کہتے ہیں مقام محمود سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہے۔ (مخطوطہ تفسیر مجاہد)

آیت کریمہ :	ترجمہ :
ولقد كتبنا فى الزبور من	اور ہم نے نصیحت (کی کتاب یعنی تورات)
بعد الذكر ان الارض يرثها عبادى	کے بعد زبور میں لکھ دیا تھا کہ میرے نیکو کار
الصالحون (الانبیاء : ۱۰۵)	بندے ملک کے وارث ہوں گے۔

اس آیت کے الفاظ "الذکر" اور "الارض" کی تفسیر میں کافی اختلاف ہے۔ مجاہد کہتے ہیں الذکر سے مراد ہے "ام الکتاب عند اللہ" اور الارض سے "ارض الجنة" (سرزمین جنت) مراد ہے۔ (مخطوطہ تفسیر مجاہد)

اسرائیلیات گزشتہ صفحات میں اعمش کا بیان گزر چکا کہ مجاہد اہل کتاب سے بھی بعض چیزیں دریافت کیا کرتے تھے لیکن ان کی تفسیر میں اسرائیلی روایات شاذ و نادر ہیں، اس قسم کی دو تین مثالیں حسب ذیل ہیں:۔

سورۃ "القلم" کے ابتدائی حرف "نٓ" کی تشریح کے تحت مجاہد کہتے ہیں:۔

كان يقال "نٓ الحوت الذى تحت الارض السابعة۔"

کہا جاتا ہے کہ ن وہ مچھلی ہے جو ساتویں زمین کے نیچے ہے۔ (تفسیر طبری ۲۹ : ۶۰)

"نٓ" کی یہ تشریح مجاہد نے کسی صحابی سے نہیں لی تھی اس لئے کہ ان کے استاد خاص عبداللہ ابن عباس "نٓ" کو حروف مقطعات میں شمار کرتے ہیں (طبری ایضاً) اس لئے قرین قیاس ہے کہ یہ روایت کسی کتابی کے واسطے سے مجاہد تک پہنچی ہے۔

آیت کریمہ :	ترجمہ :
وظن داؤد انما فتناه	اور داؤد نے خیال کیا کہ ہم نے ان کو آزمایا ہے
فاستغفر ربه وخر راكعا	تو انھوں نے اپنے پروردگار سے مغفرت مانگی اور
واناب (صٓ : ۲۴)	جھک کر گر پڑے اور (خدا کی طرف) رجوع کیا۔

اس آیت کریمہ کے تحت مجاہد بیان کرتے ہیں کہ جب داؤد نبی سے خطا سرزد ہوئی تو وہ چالیس یوم تک بارگاہِ خداوندی میں سجدہ ریز رہے اور اس قدر روئے کہ جائے سجدہ پر سبزہ اُگ آیا جس نے ان کے سر کو ڈھانپ لیا اور اس کے بعد داؤد نے پکارا، اے خدا! جبیں زخمی ہوگئی ہے اور چشمۂ چشم خشک ہوگیا ہے۔ الخ (تفسیر طبری ۲۳ : ۹۶)

ظاہر ہے یہ قصہ اسرائیلیات کی ایک شاخ ہے۔

اسی طرح یہ روایت :

لیث نے مجاہد سے بیان کیا۔

"کہ وہ چیونٹی جس نے حضرت سلیمانؑ سے مکالمہ کیا تھا، بہت بڑے بھیڑیئے جیسی تھی۔" (حلیۃ الاولیاء - ابو نعیم ۳ : ۲۷۹)

یہ بھی اسرائیلی قصص میں سے ایک قصہ ہے، تاہم تفسیر مجاہد میں اس قسم کی روایات کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔

ان مثالوں کے مطالعہ کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ تفسیر مجاہد بحیثیت مجموعی قرآن مجید کی بہت اچھی تفسیر ہے۔ آیات کا مفہوم انتہائی سادہ الفاظ میں مختصر طور پر بیان کیا گیا ہے جس سے مشکل آیات کی تفسیر کھل کر سامنے آجاتی ہے۔